44

مصیبت زدگانِ بہار کی امداد کے لئے احمدی ڈاکٹر اپنے آپ کو پیش کریں

(فرمودہ 6 دسمبر 1946ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"دوستوں کو معلوم ہے کہ بہار کے مصیبت زدگان کی مدد اور خبر گیری کے لئے جماعت احمدیہ کا ایک وفد بھی بہار گیا ہوا ہے۔ اس میں دو احمدی ڈاکٹروں نے اپنی خدمات پیش کی تھیں جو اِس وقت بہار کے مختلف علاقوں میں بیماروں کا علاج کر رہے ہیں۔ لیکن جہاں تک خبروں سے معلوم ہوتا ہے اس علاقہ میں اِس قدر زیادہ تباہی مچائی گئی ہے کہ صرف چند ڈاکٹر صحیح طور پر بیماروں اور زخمیوں کے علاج اور دیکھ بھال کا کام نہیں کر سکتے بلکہ وہاں بیسیوں اور سینکڑوں ڈاکٹروں کی ضرورت ہو گی۔ دوسرے مسلمانوں کی طرف سے بیماروں اور زخمیوں کے لئے جو انتظام کیا گیا ہے اور جو وفد بھیجا گیا ہے اس میں بالعموم ڈاکٹری کے طالب علم یا کمپونڈر وغیرہ شامل ہیں۔ تجربہ کار اور ماہر ڈاکٹر بہت کم ہیں۔ اس لئے جو لوگ زیادہ مریض اور زخمی ہیں اُن کے علاج میں دقّت اور مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ مجھے آج ہی وہاں کے ایک احمدی کارکن سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ زخمی اتنی زیادہ تعداد میں ہیں کہ ان کے علاج معالجہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور جب تک مزید ڈاکٹر وہاں نہیں پہنچتے اِس کام کو سرانجام دینا بہت مشکل ہے۔ پس مَیں جماعت کو تحریک کرتا ہوں (خطبہ تو شاید دیر سے تیار ہو کر اخبار میں

چھپے گا۔ الفضل والوں کو چاہئے کہ اِس خطبہ کا مختصر نوٹ کل سے الفضل میں چھاپنا شروع کر دیں تا کہ اگر یہاں قادیان میں کچھ ڈاکٹر ہوں۔ جو ایک مہینہ یا اس کے قریب وقت دے سکتے ہوں تو وہ جلد از جلد اپنے نام لکھوا دیں اور مصیبت زدگان کی امداد کر کے خدا تعالیٰ سے ثواب حاصل کریں) ☆ بیرونجات کے ڈاکٹر جن میں سے بعض رخصت پر ہیں یا رخصت پر تو نہیں مگر اس کام کے لئے رخصت حاصل کر سکتے ہیں اُن کے لئے بھی ثواب کا موقع ہے۔ انہیں چاہئے کہ ہر ممکن کوشش کر کے وہ اس کام میں حصہ لیں کیونکہ انسان کی زندگی اتنی محدود ہے اور خدا کے ساتھ معاملہ اِتنا لمبا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں کچھ نسبت ہی نہیں۔ اس لئے زندگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اور خدا کے ساتھ ابدی معاملہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس قسم کے ثواب کے موقع کو ضائع نہیں جانے دینا چاہئے۔ اور جہاں تک ہو سکے اپنی زندگی میں سے لمبا وقت خدمتِ دین اور خدمتِ خلق میں گزارنا چاہئے تا کہ یہ کام دینی اور دنیوی ترقی میں مُمِد ہوں۔ مَیں نے پہلے بھی جماعت کو کئی بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ کیا معلوم ہے کہ کل اس کی اپنی حالت کیا ہو۔ اس لئے مصیبت کے وقت سب مصیبت زدوں کا اکٹھا ہو جانا ضروری ہوتا ہے ورنہ ایک ایک کر کے مارے جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور دشمن ہمیشہ تفرقہ سے ہی فائدہ اٹھایا کرتا ہے اور اس کی سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مدِّ مقابل قوم اختلافات اور تفرقہ میں مبتلا رہے اور وہ فرداً فرداً سب سے دوچار ہو سکے اور آسانی کے ساتھ انہیں تباہ کر سکے۔

اس قسم کے تفرقہ سے فائدہ اٹھانے کی ایک مثال مشہور ہے۔ کہتے ہیں ایک زمیندار کے باغ میں پھل پکے ہوئے تھے۔ ایک دن ایک سیّد کے لڑکے، ایک مولوی کے لڑکے اور ایک عامی آدمی نے مشورہ کیا کہ زمیندار کے باغ میں چل کر پھل کھانے چاہئیں۔ وہ تینوں نہایت مضبوط اور ہٹّے کٹّے تھے۔ سیدھے باغ میں پہنچے اور پھل کھانے شروع کر دیئے۔ کچھ پھل تو انہوں نے کھائے، کچھ توڑے اور کچھ پھینکے۔ اس طرح باغ کو اُجاڑ دیا۔ جب باغ والے زمیندار کو

☆ قادیان سے اسی دن میجر بدر الدین اور میجر محمد جی صاحبان نے اپنے نام دیئے اور وہ روانہ ہو چکے ہیں۔ مگر افسوس کہ امور عامہ نے حسب معمول سستی کر کے انہیں کئی دن بعد بھجوایا۔

اس کے متعلق اطلاع ہوئی کہ تین آدمی باغ کو نقصان پہنچا رہے ہیں تو وہ جھٹ باغ میں پہنچا۔ مگر جب اُس نے ان تینوں نوجوانوں کو دیکھا تو خیال کیا کہ اگر مَیں نے ان سے کچھ کہا تو باغ تو پہلے ہی اُجڑ چکا ہے یہ میری بھی ہڈی پسلی توڑ دیں گے۔ اِس لئے اُس نے ایک ترکیب سوچ کر جھٹ اپنا چہرہ بشّاش بنالیا اور ان تینوں کے پاس پہنچ کر ہنستے ہوئے کہا آپ کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ کھایئے اور حظّ اٹھایئے یہ سب آپ ہی کا مال ہے۔ ہم تو صرف آپ کے خادم ہیں اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے خوشی اَور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ جیسے بزرگ ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمائیں۔ اِس پر وہ تینوں لڑکے نہایت خوش ہوئے۔ جب زمیندار نے سمجھا کہ میرا جادو چل گیا ہے تو اُس نے سیّد کے لڑکے کو الگ لے جا کر کہا۔ آپ تو سیّد ہیں اور ہمارے پیروں کی اولاد ہیں اس لئے ہمارا مال سب آپ ہی کا ہے۔ پھر آپ آلِ رسول بھی ہیں۔ اللہ اللہ! آپ کی کیا شان ہے۔ ہمارے پاس تو جو کچھ ہے وہ سب آپ کا ہے اور آپ کو بھلا ہمارے مال کے استعمال کے لئے اجازت طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ جب چاہیں اور جو چیز چاہیں بڑی خوشی سے لے سکتے ہیں۔ اس کے بعد زمیندار نے مولوی کے لڑکے کو الگ بلایا اور کہا آپ دین کی خدمت کرتے ہیں اِس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کی خدمت کریں۔ جب آپ دین کے ہر قسم کے معاملے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں تو ہم بھلا ایسے ہو سکتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں لَیت و لَعَل کریں۔ مگر اس تیسرے آدمی کا کیا حق تھا کہ اس طرح بغیر پوچھے میرے باغ میں سے پھل کھاتا؟ چونکہ زمیندار نے ان دونوں کی انتہائی تعریف کی تھی اِس لئے اُن دونوں نے کہا۔ آپ نے بات تو نہایت معقول کی ہے۔ واقعی اس کا کوئی حق نہ تھا کہ اس طرح آپ کے باغ میں داخل ہوتا۔ زمیندار نے کہا۔ اگر میری بات معقول ہے تو آپ آلِ رسول ہیں اور یہ مولوی صاحب کے فرزند ہیں میری دادرسی کیجئے۔ اِس پر اُن دونوں نے اور زمیندار نے مل کر اُس تیسرے کو درخت کے ساتھ باندھا اور خوب پیٹا۔ ساتھ ہی زمیندار یہ بھی کہتا جاتا۔ تمہارا کیا حق ہے کہ اِس طرح میرے باغ میں بغیر پوچھے گھس جاؤ۔ یہ تو آلِ رسول ہیں اور یہ مولوی صاحب کے بیٹے ہیں تم کون ہو؟ اُن کا تو سب کچھ اپنا تھا اور یہ جب چاہیں باغ میں آسکتے ہیں مگر تمہارا کیا حق تھا کہ اس طرح باغ اجاڑتے۔ زمیندار جب اچھی طرح اُس کو سزا دے چکا تو سیّد کے

لڑکے کو الگ لے گیا۔ اور کہا شاہ صاحب! آپ تو آلِ رسول ہیں اور ہمارے پیر و بزرگ ہیں۔ مگر اس مولوی کے لڑکے کو کیا حق پہنچتا ہے۔ ہم آپ کے تو ہر طرح غلام ہیں مگر اس کا حق نہ تھا کہ اس طرح باغ میں گھس آتا۔ بھلا وہ آپ کی شان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کُجا سیّد! کُجا امتی! سیّد زادے نے جب اپنی تعریف سُنی تو بہت خوش ہوا اور کہا بالکل ٹھیک ہے۔ بھلا اس کا کیا حق ہے کہ آپ کے باغ میں بلا اجازت داخل ہو۔ زمیندار نے کہا۔ اگر ٹھیک ہے تو میری حق رسی کرو۔ غرض ان دونوں نے مل کر مولوی کے لڑکے کو بھی درخت سے باندھ دیا اور خوب پیٹا۔ زمیندار اُس کو پیٹتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔ بے شرم! تجھے ذرا شرم نہ آئی کہ تمہارا باپ دوسرے لوگوں کو مسئلے بتا بتا کر ایسے کاموں سے منع کرتا ہے اور تُو بلا اجازت پھل کھانے کے لئے میرے باغ میں گھس آیا۔ اب زمیندار نے دل میں سوچا کہ دو جوان تو باندھے جا چکے ہیں۔ اب یہ اکیلا بے چارا کیا کر سکتا ہے۔ اس نے عامی اور مولوی کے لڑکے کو باندھنے کے بعد سیّد کو بھی گردن سے پکڑ لیا۔ کہا خبیث! کیا آلِ رسول کے اس قسم کے افعال ہوتے ہیں۔ اُس کو بھی اُس نے خوب مارا۔

یہ درحقیقت ایک مثال ہے اس امر کی کہ جب تمہارے کسی ہمسائے پر مصیبت آجائے تو تم یہ نہ سمجھو کہ یہ مصیبت صرف ہمسائے پر ہی ہے اور تم پر ابھی نہیں آئی۔ آج جو مصیبت تمہارے ہمسائے پر آئی ہے وہ کل تم پر بھی آسکتی ہے۔ یہ مثال جو مَیں نے بیان کی ہے اس میں یہ سبق ہے کہ ایسے وقت میں سب مصیبت زدوں کو اختلافات اور تنازعات چھوڑ کر اکٹھے ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ دشمن تمہیں ایک ایک کر کے نہایت آسانی کے ساتھ تباہ کر دے گا۔ اِس مثال میں زمیندار کا اُن تینوں کو مارنا ظلم تو نہ تھا۔ بہرحال مظلوم کے مقابلہ کا سوال تھا اور اس نے یہ کام اپنی ہوشیاری اور عقلمندانہ تجویز سے سر انجام دے لیا۔ مگر کیا وجہ ہے کہ سارے مظلوم اکٹھے نہ ہو جائیں۔ اگر کوئی ایک قوم مصیبت میں مبتلا ہو تو دوسری کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ مصیبت صرف اُسی پر ہے اور ہم اس سے محفوظ ہیں۔ بلکہ وہ سمجھے کہ آج نہیں تو کل یہ مصیبت ہم پر بھی ضرور آئے گی اور ایسے موقع پر ایک دوسرے کے ساتھ سب کے دلوں میں ہمدردی کا جذبہ اُبھر آنا چاہیئے۔ اور ہر ایک کو اپنی اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ کیا تم خیال

کر سکتے ہو کہ تمہارے ہمسائے کے گھر میں آگ لگی ہو تو تمہارا گھر اس سے محفوظ رہ سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ اگر تم اپنے ہمسائے کے گھر میں لگی ہوئی آگ نہ بجھاؤ گے تو تھوڑی دیر نہیں گزرے گی کہ تمہارا اپنا گھر بھی نذرِ آتش ہو جائے گا۔ اِس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ جب اس قسم کے واقعات پیش آئیں سب کے سب مظلوم اکٹھے ہو جائیں اور آپس کے تنازعات اور مناقشات کو بالائے طاق رکھ دیں۔ جب دشمن دیکھے گا کہ سارے مظلوم اکٹھے اور یک جان ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار بیٹھے ہیں تو وہ تم میں سے کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا اور کبھی تم پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ جب دشمن دیکھے کہ مَیں نے ایک کے منہ پر تھپڑ مارا تھا مگر اس سے مَیں نے ہزاروں اور لاکھوں کو غصہ دلایا ہے اور کروڑوں کی آنکھوں میں خون اُتر آیا ہے تو وہ سہم جاتا ہے اور دوسری دفعہ کسی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن جب دشمن یہ دیکھے کہ مَیں نے ہزاروں کو مارا اور پیٹا ہے مگر دوسروں کے اندر اپنے ساتھی کے لئے جذبہ ہمدردی پیدا نہیں ہوا۔ تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ یہ سارے بیوقوف ہیں اور ان کو تباہ کر دینا ذرا بھی مشکل کام نہیں۔ اِس وقت بہار کے مظلومین کے ساتھ ہمدردی کرنا گویا اپنے ساتھ ہمدردی کرنا ہے۔ مظلوم کی مدد اس کو مظالم سے بچاتی ہے مگر ساتھ ہی ظالم کے ہاتھ کو بھی روکتی ہے۔ ہماری جماعت پر خدا تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے کے علاوہ یہ بھی فرض ہے کہ شفقت عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ کا نمونہ دکھائے۔ یہ ایک ایسا فرض ہے جو ہر مومن کے لئے ادا کرنا ضروری ہے۔ اور جس طرح نماز اور روزہ وغیرہ اپنی اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں اِسی طرح یہ فرض بھی نہایت اہم ہے۔ پس ہماری جماعت میں سے جو ڈاکٹر فارغ ہوں وہ جلد از جلد اپنے نام پیش کریں تا کہ ان کو وفد کی صورت میں مصیبت زدگان کی امداد کے لئے بھجوایا جاسکے۔ وہاں پندرہ یا بیس دن صَرف ہوں گے۔ اور اِس طرح تھوڑے دنوں میں ہی وہ کام کر کے واپس آسکتے ہیں۔ اگر کسی ڈاکٹر کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کا خیال ہو تو جلسہ سالانہ میں ابھی پورے بیس دن باقی ہیں اور یہ کافی وقفہ ہے۔ وہ اپنے کام کو سرانجام دے کر جلسہ سالانہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ جلسہ میں نہ بھی آسکیں تو اُنہیں اُن کے اس کام کا اُتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر مل سکتا ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ جلسہ سالانہ

کا مقام ایک مذہبی مقام ہے اور اس میں شمولیت ہر احمدی کے لئے فرض ہے۔ لیکن اِس قسم کی خدمت کے موقع پر جلسے کو قربان بھی کیا جا سکتا ہے اور یہ کام جلسے میں ہی شامل سمجھے جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کو وہی ثواب ملے گا جو جلسے میں شامل ہو کر وہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کا ثواب کسی صورت میں کم یا ضائع نہیں ہو گا۔ مَیں نے اندازہ لگایا ہے کہ اِس وقت ہماری جماعت میں اڑھائی تین سو کے قریب ڈاکٹر ہیں۔ جن میں سے اکثر اس وقت فوج میں ملازم ہیں۔ کچھ پنشن پا کر واپس لَوٹ چکے ہوں گے اور کئی رخصت پر گھر آئے ہوئے ہوں گے اور کئی ابھی تک مستقل ملازمت میں ہوں گے۔ اور کئی ایسے بھی ہوں گے جو اس وقت فوج سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اور کسی اَور کام کی تلاش یا انتظار میں ہیں۔ ایسے تمام دوستوں کو دین کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے اور کسی قسم کی کمزوری نہیں دکھانی چاہئے۔ شاید خدا آئندہ ان کے لئے بہتر سامان پیدا کر دے۔ جو شخص دوسرے کی مصیبت میں کام آئے اللہ تعالیٰ اس کے کام کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ ایسے جتنے بھی لوگ ہیں اور وہ زیادہ سے زیادہ جتنے عرصہ کے لئے بھی اپنی خدمات پیش کر سکتے ہیں وہ جلد سے جلد مرکز میں اطلاع دیں۔ جو قادیان کے اندر رہتے ہیں وہ خود آکر اپنا نام پیش کریں اور جو قادیان سے باہر رہتے ہیں وہ تار یا خط کے ذریعہ سے مجھے اطلاع بھیجیں تا کہ جس قدر جلد ہو سکے وہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے کام آ سکیں۔

اِس کے بعد مَیں دوستوں کو جلسہ سالانہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جلسہ سالانہ اب بالکل قریب آ گیا ہے اور اس کے لئے قادیان میں بھی اور بیرون جات میں بھی ہر قسم کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بیرونی جماعتوں کے دوست جلسہ پر قادیان آنے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور قادیان کے دوست جلسہ کے مہمانوں کی مہمان نوازی کے انتظام میں ہمہ تن مصروف ہوں گے اور مصروف ہیں۔ مَیں بیرونی جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جلسہ سالانہ ایک ایسا اہم موقع ہے جس کو بِلاوجہ ضائع کر دینا خدا کی نگاہ میں نہایت ناپسندیدہ امر ہے۔ اور سوائے ایسے ضروری اَور اہم کاموں کے جن کو کسی طرح سے بھی چھوڑا نہیں جا سکتا فراغت حاصل کر کے اِس موقع پر شامل ہونے کی ضرور کوشش کی جائے۔ ابھی تک تو اس بارے میں معلوم نہیں ہو سکا مگر ممکن ہے کہ اِس سال ریل کے سفر میں پہلے سے زیادہ سہولتیں میسر آ سکیں

اور دوستوں کو وہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے جو پچھلے تین چار سال متواتر اٹھانی پڑتی رہی ہے۔ کیونکہ اب جنگ کو ختم ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور ریلوے کے محکموں کو پہلے سے بہت زیادہ ریل کے سامان مہیا کئے جا رہے ہیں۔ کوئلہ بھی کافی مقدار میں مل رہا ہے اور گاڑیاں بھی پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہو گئی ہیں۔ ریلوے انجن بھی کافی تعداد میں نئے آ چکے ہیں۔ ادھر ریل کی فوجی ضرورتیں بھی کم ہو گئی ہیں۔ اِس لئے عین ممکن ہے کہ پہلے چند سالوں کی نسبت اِس دفعہ ریل کے سفر میں بہت زیادہ سہولت ہو اور دور دور سے آنے والے دوستوں کو زیادہ مشقت اور تکلیف نہ برداشت کرنی پڑے۔ پھر یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اس دفعہ قادیان آنے والی گاڑیوں میں بھی زیادتی ہو۔ اور اگر زیادتی نہ بھی ہو تو پھر بھی بٹالہ سے قادیان یا امرتسر سے قادیان تک کوئی اتنا لمبا سفر نہیں جس میں اگر تھوڑی بہت تکلیف اٹھانی پڑے تو نہ اٹھائی جا سکے۔ اور اگر دوستوں کو اوپر والے تختوں پر یا نیچے فرش پر بیٹھ کر سفر کرنا پڑے تو وہ نہ کر سکیں۔ مَیں نے تو دیکھا ہے کہ لوگ دنیوی تماشوں پر پہنچنے کے لئے یا میلوں پر جانے کے لئے ریل کے باہر لٹک کر یا چھتوں اور بفر 1 وغیرہ پر بیٹھ کر سفر کرتے ہیں۔ اور کافی عرصہ تک ریلوں میں تنگی کی وجہ سے ایسا ہی ہوتا رہا۔ آخر گورنمنٹ کو مجبور ہو کر قانون بنانا پڑا کہ چھتوں پر یا ڈنڈا پکڑ کر باہر لٹک کر سفر کرنا جُرم ہے۔ ورنہ اس قانون کے بننے سے پہلے لوگوں نے اِس کو نہیں چھوڑا اور وہ برابر سفر کرتے رہے اور اب تک بھی بعض دلیر آدمی کرتے رہتے ہیں۔ جب دنیوی کاموں کے لئے اور غیر ضروری کاموں کے لئے لوگ اتنی تکلیف برداشت کر سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دینی ضروریات کے لئے اور ایک نہایت اہم موقع پر پہنچنے کے لئے ہماری جماعت کے لوگ ریل کے اندر اوپر والے تختوں پر بیٹھ کر یا نیچے فرش پر بیٹھ کر سفر نہیں کر سکیں گے۔ دینی ضرورتوں کے لئے تو جتنی بھی تکلیف برداشت کی جائے اُتنا ہی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ پس بیرونی جماعتوں کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے خود بھی جلسہ سالانہ پر آئیں اور زیادہ سے زیادہ غیر احمدیوں کو بھی اپنے ہمراہ لائیں۔ مگر وہ غیر احمدی ایسے ہونے چاہئیں جو سنجیدگی سے دین کے معاملات میں غور کرنے والے ہوں اور اپنے دلوں میں خدا کا خوف رکھتے ہوں کیونکہ صرف وہی لوگ صداقت کو قبول کر سکتے ہیں جو اپنے دلوں میں خدا کا

خوف رکھتے ہوں اور ایمانداری اور سنجیدگی سے غور کرنے کے عادی ہوں۔ یہ اَور بات ہے کہ وہ بعض مسائل میں ہمارے ساتھ اختلاف رکھتے ہوں۔ یہ اَور بات ہے کہ کسی وجہ سے احمدیت ان کی سمجھ میں نہ آسکی ہو۔ یہ اَور بات ہے کہ وہ احمدیت کے رستے میں روڑے اٹکانے والے ہوں۔ لیکن اگر وہ شرافت، ایمانداری اور سنجیدگی کے ساتھ اور خدا کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس معاملے پر غور کریں تو مجھے یقین ہے کہ وہ صداقت کو قبول کر لیں گے۔ اگر وہ اس لئے ہمارے مخالف ہوں کہ وہ اپنے دلوں میں اچھی طرح سمجھتے ہوں اور یقین رکھتے ہوں کہ احمدیت کا رستہ صحیح نہیں ہے اور وہ دھوکا دہی اور فریب سے کام نہ لیتے ہوں۔ یعنی باوجود یہ جان لینے کے کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور ہم غلط راستہ پر جارہے ہیں وہ پھر بھی ضد اور تعصب کی وجہ سے صداقت کا انکار نہ کرتے ہوں تو ایسے لوگ صداقت سے خالی نہیں ہو سکتے۔ اور اگر وہ تھوڑا بہت بھی غور کریں تو صداقت اُن کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ بعض اوقات احمدی دوست جلسہ سالانہ پر اپنے ساتھ آوارہ مزاج اور غیر شریفانہ چال چلن کے لوگوں کو لے آتے ہیں مگر ایسے لوگ سوائے اس کے کہ کوئی شرارت کریں یا احراریوں سے مل ملا کر کوئی پروپیگنڈا کرتے پھریں یا ان سے کہتے پھریں کہ احمدی ہمیں دھوکا دے کر اپنے ساتھ لے آئے ہیں، ایسے آدمیوں سے اَور کیا امید ہو سکتی ہے؟ پس اس قسم کے اوباشوں کو ہمراہ لانا بے فائدہ ہے اور مومن کا روپیہ ضائع نہیں ہونا چاہئے اور کہیں بے فائدہ کاموں پر خرچ نہیں ہونا چاہئے۔ اپنے ساتھ ایسے آدمی کو لاؤ جو خواہ ہمارا دشمن ہی ہو مگر سچائی اور حقیقت کے ساتھ محبت رکھتا ہو۔ وہ کتنا بھی شدید دشمن کیوں نہ ہو صداقت کو دیکھ کر اُس سے انحراف نہیں کر سکتا۔ اور کچھ بھی ہو جائے وہ ضرور صداقت کو قبول کرتا ہے۔ پس ایسوں کو ساتھ لاؤ اور دیکھو کہ کس طرح خدا قلوب کو پھیرتا اور اُنہیں روشنی عطا فرماتا ہے۔

اِس کے بعد مَیں قادیان کے دوستوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ جلسہ کے ایام میں مختلف کاموں کی سرانجام دہی کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ یہ تکلیف تو بہرحال دوستوں کو برداشت کرنی ہی پڑتی ہے اور یہ کسی صورت میں بھی معاف نہیں کی جا سکتی۔ جلسہ سالانہ کی ترقی کا یہ حال ہے کہ ہر سال شامل ہونے والے دوستوں کی تعداد میں

اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ مگر ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی غفلت کی وجہ سے اس مہمان نوازی کے ثواب سے محروم نہ رہ جائیں۔ جلسے کی رونق تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال بڑھتی ہی چلی جائے گی اور ہر نیا سال نئے اضافہ کا موجب بنتا چلا جائے گا۔ آپ لوگوں کو یہ خدمات کسی صورت میں معاف نہیں کی جاسکتیں۔ جُوں جُوں جلسہ سالانہ کی تعداد میں زیادتی ہوتی چلی جائے گی تُوں تُوں تمہاری ذمہ داریاں بھی بڑھتی جائیں گی۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ دوست اپنی خدمات جلسہ کے ایام کے لئے وقف کریں۔ اب تو کالج بھی قائم ہو چکا ہے اور دو سو سے اوپر لڑکا کالج میں تعلیم پاتا ہے۔ ان میں سے اگر غیر احمدی اور سکھ نکال دیئے جائیں تو بھی ایک سو پچاس کے قریب لڑکے ایسے ہوسکتے ہیں جو جلسے کے ایام میں اچھے کارکن بن سکیں گے۔ اِسی طرح ہائی سکول میں اِس وقت سترہ سَو کی تعداد میں لڑکے تعلیم پا رہے ہیں۔ اگر ان میں سے چھوٹے بچوں کو نکال دیں تو آٹھ سو کے قریب کارکن وہاں سے مل سکتے ہیں۔ اِسی طرح مدرسہ احمدیہ اور جامعہ والے سو کے قریب کارکن دے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ واقفین میں سے اور پیشہ وروں اور دکانداروں میں سے بھی کارکن لئے جاسکتے ہیں۔ آخر وہ سال بھر اپنے دنیوی کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ دو چار دن دینی کاموں میں حصہ نہ لے سکیں۔ اس لئے قادیان والوں کا یہ فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے آپ کو جلسہ سالانہ میں کام کرنے کے لئے پیش کریں اور دو چار دن سلسلہ کی خدمت اور مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے وقف کریں۔ اِس وقت قادیان میں چودہ ہزار کے قریب آبادی ہے۔ اگر اس میں سے بچوں، عورتوں اور ایسے لوگوں کو نکال دیا جائے جو کام کرنے کے قابل نہیں ہیں تو چھ ہزار کے قریب کارکن مل جانا چاہئے۔ آخر یہ کام اتنا سخت تو نہیں کہ وہ نہ کر سکتے ہوں۔ اِس میں نہ تو فوجی پریڈ ہے اور نہ ہی زیادہ محنت کا کام ہے۔

دوسری طرف مَیں کام کرنے والوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ مَیں نے گزشتہ سال سے تو بوجہ ان ایام میں بیمار رہنے کے تجربہ نہیں کیا البتہ اس سے پہلے مَیں نے تجربہ کیا تھا کہ جلسہ کے ایام میں بہت سا کھانا غفلت، سُستی اور لاپرواہی کی وجہ سے ضائع چلا جاتا ہے اور یہ صرف مقامی آدمیوں کی بدانتظامی کی وجہ سے ہوتا ہے کہ کھانا محلوں اور گلیوں میں پھیل جاتا ہے۔

دین کا سچا خدمت گزار وہی کہلا سکتا ہے جو خدمت دین بھی کرے اور کھانا بھی اپنے گھر سے کھائے۔ جو شخص مزدوری کے بدلے میں دین کی خدمت کرے وہ حقیقی خدمت نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ ایسا شخص اعلیٰ ثواب کا حقدار ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس کی خدمات نہایت اعلیٰ قسم کی ہوں اور وہ مزدوری بھی لے لیوے تو گو اُسے ثواب مل جائے گا لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مزدوری لے کر خدمت کرنے سے ثواب کم ہو جائے گا۔ چاہے وہ مزدوری پیسے کی شکل میں ہو یا روٹی کی صورت میں ہو۔ اِس طرح وہ اتنے ثواب کا مستحق نہیں جتنا ثواب کہ اُس کو اس حالت میں مل سکتا تھا کہ وہ دین کی خدمت بھی کرتا اور مزدوری بھی نہ لیتا۔ پس مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ قادیان کے لوگوں کو چاہئے کہ وہ کھانے کا انتظام اپنے گھر میں کریں یا اگر وہ ان جلسہ کے ایام میں سلسلہ پر بھی یہ بوجھ ڈالنا چاہتے ہوں تو وہ جلسہ سالانہ کے چندہ کے علاوہ بصورت نقد یا بصورت جنس علیحدہ چندہ داخل کرائیں تاکہ ان کی خدمت خدا کے گھر میں مزدوری کے بدلہ میں نہ شمار ہو۔ اگر وہ اس طرح کام کریں کہ سلسلہ کے کام کو اپنا کام سمجھیں تو اس کے لئے بہت بڑے انتظام کی ضرورت ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ اگر اس کام کو محنت اور دیانتداری سے سر انجام دیا جائے تو سلسلہ کا ہزاروں ہزار روپیہ بچ سکتا ہے۔ مَیں منتظمین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس انتظام کے لئے ایک خاص محکمہ بنایا جائے جس کا کام یہ ہو کہ وہ کھانے کی پرچی حاصل کرنے والوں کے ساتھ اپنا ایک آدمی بھیج کر اس بارے میں تسلی کر لیا کرے کہ پرچی حاصل کرنے والوں نے جتنے آدمیوں کی پرچی لی ہے واقعی اُن کے گھر میں اتنے آدمی موجود ہیں۔ کھانا صحیح آدمیوں کی تعداد پر ملنا چاہئے نہ کہ فی کس روٹی کے حساب سے۔ اِس میں قانونی سچ بولنے کی بہت گنجائش ہوتی ہے۔ حالانکہ سچ ایک مستقل شے ہے اور اس کی حفاظت ضروری ہے۔ قانونی سچ جھوٹ کے راستے کھولتا ہے اور اس محکمہ کو بہت زیادہ مضبوط کرنا چاہئے۔ اس محکمہ کا یہ بھی کام ہو کہ کوئی شخص کھانے کو ضائع نہ کرے اور ہر شخص لنگر سے اتنا کھانا حاصل کرے جتنے کی اس کو ضرورت ہو۔ کیونکہ اگر وہ ضرورت سے زیادہ حاصل کرے گا تو لازماً فالتو کھانا اِدھر اُدھر تقسیم ہو گا۔

سب سے آخر میں مَیں مکانوں کی دقت کے بارے میں کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

قادیان میں کئی سالوں سے عمارتی سامان نہ مل سکنے کی وجہ سے نئے مکان نہیں بن رہے۔ اُدھر بعض لوگوں نے جنگ کے ایام میں اپنے رشتہ داروں اور خاندانوں کو قادیان میں بھیج دیا تھا جو ابھی تک قادیان میں ہی رہتے ہیں۔ اس لئے مکانوں کے بارے میں سخت دقت پیش آ رہی ہے۔ مگر باوجود اِس دقت کے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے مکانوں کا انتظام کرنا ہمارا فرض ہے اور اس کے لئے ہمیں جس قدر بھی تکلیف برداشت کرنی پڑے ہم ضرور کریں گے۔ اس بارے میں مَیں پہلی نصیحت تو یہ کرتا ہوں کہ قادیان کے سب دوست جلسہ کے ایام میں دو چار دن کے لئے تکلیف اٹھا کر اپنے مکانوں کا زیادہ سے زیادہ حصہ مہمانوں کے لئے خالی کر دیں اور اپنے دو چار دن کے آرام کے لئے سلسلہ کو بدنام نہ کریں۔ آخر اِس قسم کے مصائب اور تکالیف لوگوں پر آتی ہی رہتی ہیں اور یہ مصائب بلکہ اِس سے کہیں بڑھ چڑھ کر مصائب بہار کے ہزاروں ہزار مظلوموں پر آئے اور اُن لوگوں کو جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور جو مصیبت انہوں نے گزشتہ ایام میں دیکھی ہے تم اُس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مگر جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی مرضی سے دکھ برداشت کرتا ہے وہ بہت زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جو جبر سے کرتا ہے وہ اپنے ثواب کو خود کم کرنے کا موجب بنتا ہے۔ بہار کے وہ لوگ جو مہینوں سے سخت سردی میں باہر سونے کی تکالیف برداشت کر رہے ہیں وہ بھی آخر انسان ہی ہیں۔ وہ بیچارے جنگلوں میں بغیر مکانوں اور بغیر کپڑوں کے گزر اوقات کر رہے ہیں۔ مگر آپ لوگوں کو یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ جنگل میں نکل جائیں اور مہمانوں کے لئے مکان خالی چھوڑ دیں۔ بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ جن دوستوں کے پاس تین کمرے ہوں وہ ایک کمرہ اپنے پاس رکھیں اور دو کمرے مہمانوں کی خاطر خالی کر دیں اور جن دوستوں کے پاس چار کمرے ہوں وہ دو یا تین کمرے مہمانوں کے لئے خالی کر دیں۔ اور ایک یا دو اپنے پاس رکھیں۔ اِسی طرح تمام دوست جتنی زیادہ مکانیت مہمانوں کے لئے خالی کر سکتے ہوں کر دیں۔ بہار کے مصیبت زدگان لوگ تو جنگل میں پڑے ہیں اور ان پر جو عذاب نازل ہوا وہ اُن کی اپنی غفلت اور کوتاہی کے نتیجہ میں ہوا ہے یا ان کے ہمسایوں کی شقاوتِ قلبی کے نتیجہ میں ہوا ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ سلسلہ کے مہمانوں کی خاطر صرف دو چار دنوں کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالیں گے تو چونکہ آپ

اپنی مرضی سے ایسا کریں گے آپ کو بہت زیادہ ثواب حاصل ہوگا اور اتنی تکلیف بھی نہیں پہنچ سکتی جتنی ان لوگوں کو پہنچی ہے اور پہنچ رہی ہے۔ پس تمام دوستوں کو چاہئے کہ جتنا زیادہ وہ سمٹ سکتے ہوں اتنا سمٹیں اور زیادہ سے زیادہ جگہ مہمانوں کے لئے خالی کر دیں۔ مگر اِس کے باوجود بھی سمجھا جاتا ہے کہ مکان پورے نہیں ہو سکیں گے۔ اِس کے ساتھ ہی یہ بھی تکلیف ہے کہ کچھ لوگ بہار کے علاقے سے آنے شروع ہو گئے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی سخت غلطی ہے۔ ان کو چاہئے تھا کہ جب تک کوئی فیصلہ نہ ہو جاتا وہ اپنے مرکز کو نہ چھوڑتے۔ اِس طرح اپنے مرکز کو چھوڑ دینا سخت غلطی ہوتی ہے۔ چنانچہ کل اور آج کوئی تیس اور چالیس کے قریب آدمی آ چکے ہیں یا آرہے ہیں۔ ان کے لئے بھی جگہ نکالنی پڑے گی۔ اس کے علاوہ خدا کے فضل سے مہمانوں میں ہر سال زیادتی ہوتی جارہی ہے۔ اس لئے سب دوستوں کا فرض ہے کہ مہمانوں کی زیادتی کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مکانوں کی قربانی پیش کریں۔ جو مخلص ہیں وہ تو کریں گے اور جو غیر مخلص ہیں ان پر میرا اختیار نہیں۔ اس کے علاوہ منتظمین کو چاہئے کہ وہ سوڈیڑھ سو کے قریب خیموں کا بھی انتظام کریں اور کوئی مناسب جگہ منتخب کر کے خیمے لگا دیئے جائیں۔ مگر چونکہ خیمے لگانے کے باوجود بھی مشکل پیش آئے گی اور ممکن ہے اتنے خیمے مل بھی نہ سکیں اِس لئے دوسری صورت یہ ہے کہ قادیان کے محلوں میں جو خالی جگہیں پڑی ہوئی ہیں اور جو ایسی ہیں کہ اگر چور وغیرہ آجائیں تو وہ آسانی سے بھاگ سکتے ہیں وہاں اس قسم کے کچے مکانات تیار کرادیئے جائیں جس قسم کے عام طور پر دیہات میں ہوتے ہیں اور ایسی تمام زمینوں میں جن سے اُن کے مالک فائدہ نہ اٹھا رہے ہوں کچی دیواریں بنا کر اور اوپر پُھوس 2 ڈال کر مکانات تیار کر لئے جائیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ دیواریں بہت اونچی ہوں چھوٹی دیواریں بھی کام دے سکتی ہیں۔ مگر یہ کام جس قدر جلد ہو سکے سر انجام دیا جائے تاکہ ایسے لوگ جو مہمان آرہے ہیں یا مصیبت زدہ ہیں اور اس کے علاوہ جلسہ سالانہ پر آنے والے ہیں ان مکانات سے فائدہ اٹھا سکیں مگر یہ کام ہمت اور محنت چاہتا ہے۔ اگر قادیان والے وقت کی قربانی کر کے ہمت اور محنت سے کام کریں تو بہت جلد مکانات تیار کئے جاسکتے ہیں۔☆

☆اس خطبہ سے دو دن پہلے ہی صدر انجمن کے ناظروں کو بلا کر ہدایت کر دی تھی مگر ہنوز روز اول کا معاملہ ہے انجمن اب تک سو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم لوگوں پر رحم فرمائے۔

اور جو طریق دیہات کے لوگ استعمال کرتے ہیں وہی طریق اگر یہاں بھی استعمال کیا جائے تو جلسہ تک بیسیوں مکانات تیار کئے جاسکتے ہیں۔ دیہات والے عموماً پانی دے کر زمین کو نرم کر لیتے ہیں اور پھر جہاں دیواریں بنانی مقصود ہوں اُس کے آس پاس سے کیّوں **3** سے مٹی کھودتے جاتے ہیں اور دیواریں بنانی شروع کر دیتے ہیں اور دو ہی دن میں چھوٹا سا مکان تیار ہو جاتا ہے۔ دیہات والوں کو تو مزدوروں کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کا تھوڑا بہت خرچ آتا ہے۔ مگر قادیان کے لوگ بغیر کچھ خرچ کئے خود اپنی ہمت اور محنت کے ساتھ کام کر سکتے ہیں۔ اور ایک ہفتہ کے اندر اندر بیسیوں مکانات تیار ہو سکتے ہیں۔ جب چار دیواری مکمل ہو جائے تو اس پر پُھوس اور بانس ڈالے جاسکتے ہیں۔ یا پُھوس نہ ملے تو درختوں کی شاخیں ڈالی جاسکتی ہیں۔ اور اگر کسی نے آئندہ جلدی قادیان میں اپنا مکان بنانا ہو تو وہ دروازے لگالے ورنہ دروازے لگانے کی بجائے بانس کے کھٹکے لگائے جاسکتے ہیں۔ اگر اِس قسم کے مکانات تیار ہو جائیں تو سینکڑوں اور ہزاروں مہمان ان میں سماسکتے ہیں۔ مَیں نے کل بھی منتظمین کو اِس بارہ میں توجہ دلائی تھی اور آج پھر توجہ دلاتا ہوں کہ یہ کام جس قدر جلد ہو سکے شروع کر دیا جائے اور اس میں ہرگز تأخیر نہیں ہونی چاہئے تاکہ یہ مکانات جلسہ کے دنوں میں کام آسکیں۔ اس کام کے لئے اگر قادیان میں خالی پڑی ہوئی زمینیں ناکافی ہوں تو ایک اَور صورت بھی ہو سکتی ہے کہ مشرقی جوہڑ کے بالمقابل جو زمینیں احمدیوں کی ہیں ان سے ایک یا دو سال وہ زمینیں مقاطعہ **4** پر لی جاسکتی ہیں۔ اور میرا خیال ہے وہ اس سے انکار بھی نہیں کریں گے۔ اور اس پر اگر کچھ خرچ بھی کرنا پڑے تو کرنا چاہئے۔ کیونکہ فرض کرو اِس کام پر پانچ سات ہزار روپیہ خرچ ہو جائے تو اتنا روپیہ تھوڑے عرصہ میں کرایہ کا ہی نکل آئے گا اور مہمانوں کے لئے کافی جگہ نکل آئے گی۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ان میں ہزاروں ہزار مہمان ٹھہر سکتے ہیں۔ بے شک وہ مکانات کچے ہوں گے مگر جو مہمان جلسے کے ایام میں نیچے بستر لگاتے ہیں اُن کو اِس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ مکانات کچے ہیں۔ آخر مدرسہ احمدیہ میں ہر سال مہمان ٹھہرتے ہیں وہ مکان بھی تو کچے ہی ہیں۔ پھر مہمان خانہ میں ہمیشہ مہمان ٹھہرتے ہیں وہ مکان بھی کچے ہیں اور مہمانوں کو ان مکانوں میں ٹھہرانے کی اصل غرض تو یہی ہے کہ وہ رات کی سردی سے بچ سکیں اور سرد ہوا لگنے سے

بیماری نہ پیدا ہو۔ آخر دیہات کے لوگوں کے مکانات کچے ہی ہوتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں انسان ان میں رہتے ہیں اور دیہاتی لوگ سینکڑوں پُشتوں سے کچے مکانات میں رہتے ہیں اور ان کو کبھی کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ پس مہمانوں کا ایسے مکانات میں دو چار دن گزارنا چنداں مشکل نہیں ہو سکتا۔ ہم بیسیوں دفعہ باہر سیر کو جاتے ہیں تو ہمیں ایسے ہی مکانات میں ٹھہرنا پڑتا ہے مگر ہمیں ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی۔

ہم ایک دفعہ کشمیر گئے۔ رستے میں دریا آ گیا۔ وہاں ہمیں ٹھہرنا پڑا۔ ہم نے چاروں طرف مکان تلاش کیا مگر کوئی اچھا مکان نہ مل سکا۔ آخر ایک مکان کی چھت پر ایک نہایت چھوٹی سی جگہ ملی جو اسباب رکھنے والا طاقچہ تھا۔ ہم چھت پر لکڑی کی سیڑھی لگا کر چڑھے تو دیکھا کہ اوپر کے کمرہ کی چھت کوئی دو سوا دو فٹ اونچی ہے۔ مغرب و عشاء کی نماز کا وقت تھا۔ مَیں نے لازماً بیٹھ کر نماز پڑھی مگر لطف یہ تھا کہ بیٹھے ہوئے بھی میرا سر چھت سے ٹکراتا تھا اور مجھے کمر جھکا کر بیٹھنا پڑتا تھا۔ پھر اس کے ایک طرف کچھ گھاس پُھوس پڑا ہوا تھا۔ مگر ہم نے جس طرح ہو سکا اُس میں گزارہ کیا۔ آخر جلسہ کے لئے لوگ کیوں کچے مکانات میں گزارہ نہ کر سکیں گے۔

ہم ایک اَور دفعہ پہاڑ پر گئے اور ہمیں وہاں ایسی جگہ ملی کہ جہاں مَیں سویا تھا میرے سرہانے کی طرف کوئی دو سو کے قریب بکریاں تھیں اور کئی مَن مینگنی پڑی ہوئی تھی۔ ہمارے ساتھ ایک نازک طبع دوست بھی تھے۔ انہوں نے کہا مجھ سے تو یہاں نہیں رہا جاتا۔ مَیں نے کہا اگر نہیں رہا جاتا تو باہر چلے جاؤ اور سردہوا کھاؤ ہم تو یہیں گزارہ کریں گے۔ ہم نے اُسی جگہ رات گزاری۔ اور سردی کے موسم میں ایسی جگہوں میں گزارہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ جب ایسی جگہ گزارہ ہو سکتا ہے تو کچے مکانات میں کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ پس قادیان والوں کو چاہئے کہ جس قدر جلد ہو سکے یہ کام سرانجام دیا جائے اور اگر دوست ہمت کریں تو ایک ایک دن میں بیس بیس مکان بن سکتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے دیواریں زیادہ اونچی بنانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ چھوٹی ہی بنالی جائیں چاہے چھ چھ فٹ اونچی ہوں۔ عورتوں کا قد عموماً سوا پانچ یا زیادہ سے زیادہ ساڑھے پانچ فٹ ہوتا ہے اور مردوں کا چھ فٹ تک ہوتا ہے اور اگر کوئی اس سے بھی

لمبا ہو گا تو اس کو کسی دوسری جگہ ٹھہرا دیں گے۔ بہر حال دیواروں کی اونچائی چھ فٹ ہی کافی ہو گی کیونکہ وقت کی بچت کی بھی ضرورت ہے۔ مگر یہ کام جس قدر جلد ہو سکے سر انجام دیا جائے تا کہ جلسہ پر آنے والے دوستوں کو تکلیف نہ ہو۔ زمینوں میں پانی دے کر اور کیّوں سے کھود کر مکان بنانے شروع کر دو۔ اگر یہ مکان تیار ہو گئے تو علاوہ اِس کے کہ ان میں مہمان ٹھہر سکیں گے یا مصیبت زدہ لوگ گزارہ کر سکیں گے۔ ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ جو زمینیں خالی پڑی ہیں اور جو خالی رہنے کی وجہ سے ویسے بھی شہر کے لئے خطرناک ہیں، اور اگر چور آ جائیں تو وہ آسانی سے ان کھلے میدانوں میں بھاگ سکتے ہیں۔ وہ خالی جگہیں پُر ہو جائیں گی اور شہر کی حفاظت بھی ہو گی اور مکانوں کی تنگی کی وجہ سے خصوصاً جلسہ کے ایام میں جو دقت پیش آتی ہے وہ بھی کم ہو جائے گی۔(اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی)" (الفضل 14 دسمبر 1946ء)

1: بفر: ٹکر۔ روک
(اردو لغت تاریخی اصول پر۔ جلد دوم صفحہ 1181۔ مطبوعہ کراچی 1979ء)
2: پھُوس: وہ لمبی گھاس جس کا چھپر بناتے ہیں۔ پرانی گھاس
3: کیّوں: کَسیوں
4: مقاطعہ: ٹھیکہ